رحمتِ الٰہی کے ذرائع

صبر اور علمِ دین

مع تذکرۂ اُمہاتُ المؤمنین سیّدتنا خدیجہ وسیّدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۹ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ / 27 فروری 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان — مرکزی دفتر — جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 | 0315-7374429 | munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ۔ [المؤمنون 109:23]

وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ۔ [المؤمنون 118:23]

انسان کو دُنیا و آخرت میں جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ رحمتِ الٰہی ہے؛ اِسی لیے قرآن و سنّت میں طلبِ رحمت کی ڈھیروں دُعائیں بھی سکھائی گئی ہیں اور حصولِ رحمت کا ذریعہ بننے والے کام کرنے کا حکم بھی فرمایا گیا ہے... ربِّ کریم نے ہماری تربیت کے لیے جانِ رحمت ﷺ کو حکم فرمایا کہ اے حبیب! یوں دُعا کیجیے: رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ۔ "اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما! اور تُو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔" [المؤمنون 118:23]

رَمَضان المبارک میں رحمتِ اِلٰہی کا دریا خوب مَوج پر ہوتا ہے۔ یہ رحمتِ بے پایاں کا اِظہار ہی تو ہے کہ:

⟸ تھوڑے عمل پر زیادہ اجر و اِنعام سے نوازا جاتا ہے، حتّٰی کہ نوافل کا ثواب فرائض کے برابر عنایت کیا جاتا ہے۔

⟸ بے حساب گناہ گاروں کو بخشش و مغفرت کے پروانے عطا کیے جاتے ہیں۔

⟸ جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔

⟸ شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔

⟸ (معدہ خالی ہونے کے سبب) روزہ دار کے منہ سے آنے والی بدبو کی بھی عزّت افزائی فرمائی جاتی ہے۔

جب مالکِ بے نیاز جَلَّ مَجۡدُہٗ اپنی رحمت سے نوازنا چاہتا ہے تو ہم محتاجوں کو بھی رحمت کی بھیک مانگنے اور رحمت کی عطا والے کام کرنے میں ہرگز سُستی نہیں کرنی چاہیے۔

ارشاداتِ ربّانیہ اور فرامینِ مصطفویہ میں جن اعمالِ خیر پر رحمت کی خوش خبری عطا فرمائی گئی ہے اُن میں "صبر" اور "علمِ دین" بھی شامل ہیں۔ رمضان المبارک اِن دونوں کاموں کا خاص موسم (Season) ہے؛ لہٰذا ہمیں ماہِ پُرنور کے ایّام میں اِن پر خصوصی توجّہ دینی چاہیے؛ تاکہ سال کے باقی دنوں میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے۔

ماہِ رمضان میں دو اُمّہات المؤمنین رضی اللہ عنہما کے ایّامِ وصال بھی ہیں، جن کی مبارک زندگیاں صبر اور علم و فقاہت کی اعلیٰ مثال ہیں:

i. 10 رَمَضان المبارک ہماری بڑی امّی جان سیدتنا خدیجہ طاہرہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یومِ وصال ہے۔

ii. اور 17 رمَضان المبارک کو ہماری پیاری امّی جان سیدتنا عائشہ صدّیقہ بنتِ صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہما ربِّ کریم کے حضور حاضر ہوئیں۔

چنانچہ اِن شاء اللہ تعالیٰ آج کے خطبہ کا عنوان ہو گا: "رحمتِ الٰہی کے ذرائع... صبر اور علمِ دین"۔

صبر کے ذریعے رحمتِ الٰہی کا حصول

ارحم الراحمین جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز کی رحمتِ بے پایاں حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ "صبر" بھی ہے۔

مفہوم: بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز کو شریعت اور عقل اچھا قرار دیتے ہیں، مگر اُس پر قائم رہنے کے لیے مَشقّت برداشت کرنی پڑتی ہے... مشقت برداشت کرکے اچھی بات پر استقامت اختیار کرنے کو "صبر" کہا جاتا ہے۔

انواع: صبر کی تین صورتیں ہیں:

1) مصیبت پر صبر۔ یعنی انسان کو جانی، مالی یا کسی اور طرح کی آزمائش آئے.. مگر وہ اللہ تعالیٰ کی رِضا پر راضی رہے اور رِضائے اِلٰہی کے خلاف نہ تو زبان سے کوئی بات کہے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل کرے۔

2) اِطاعت پر صبر۔ یعنی عبادت وغیرہ کسی شرعی حکم کو پورا کرنے میں مشقت اُٹھانی پڑے... تاہم انسان اُس کی پرواہ کیے بغیر ہر صورت میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم پر عمل کرے۔

3) نافرمانی سے بچنے پر صبر۔ یعنی جس چیز سے منع کیا گیا اُس سے بچنے میں مشکل ہو... مگر انسان بہر صورت نافرمانی سے بچے۔[1]

ذریعۂ رحمت: خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز نے ارشاد فرمایا:

⇐ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ o "اور (اے محبوب!) صبر کرنے والوں کو خوش خبری سُنا دیجیے o وہ لوگ کہ جب اُن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں: بلاشبہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً ہم اُسی کی بارگاہ میں لَوٹ کر جانے والے ہیں o

⇐ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ ق وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔ یہی وہ خوش نصیب ہیں جن پر اُن کے رب کی طرف سے دُرود (خصوصی نوازشات) ہیں اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔" [البقرۃ2:155 تا157]

معیّتِ اِلٰہی: قرآنِ حکیم کی کئی آیاتِ مقدّسہ میں صبر کرنے والوں کو یہ خوش خبری بھی عطا فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور مدد اُن کے ساتھ ہے۔ ایک مقام پر یوں اِرشاد ہے: وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ "اور صبر کرو! بے شک اللہ (کی رحمت اور مدد) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" [الانفال46:08]

حضرتِ ابو علی دَقّاق علیہ الرحمہ فرمایا کرتے: جسے صبر کی توفیق ملی اُسے دونوں جہان کی سعادتیں نصیب ہو گئیں؛ کیونکہ اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (الرسالۃ القشیریۃ، ج:1، ص:325، دار المعارف)

---

[1] وَأَمَّا الصَّبْرُ فَثَلَاثُ دَرَجَاتٍ: أَوَّلُهَا: الصَّبْرُ عَلَى الْمُصِيبَةِ وَثَانِيهَا: الصَّبْرُ عَلَى الطَّاعَةِ وَأَعْلَاهَا: الصَّبْرُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ۔
(غریب الحدیث لابن قتیبۃ، ج:1، ص:580، مطبعۃ العانی)

ماہِ رَمضان اور صبر

رمضان المبارک کے روزے فرض فرمائے گئے، اِس میں ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ مسلمان صبر کی تربیت حاصل کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان کو شَهْرُ الصَّبْر (صبر کا مہینہ) ارشاد فرمایا ہے۔[1]

ماہِ رمضان اور اِس کے روزے مسلمان کو تینوں طرح کا صبر سکھاتے ہیں:[2]

- رمضان میں اِطاعت پر صبر بھی ہے۔ روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ نمازِ تراویح کی ادائیگی، قرآنِ مجید کی تلاوت وسماعت، دُرودِ پاک اور دیگر اَوْراد ووَظائف پڑھنا اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنا وغیرہ... یہ تمام اُمورِ خیر اطاعت پر صبر کی حسین صورتیں ہیں۔
- رمضان، خصوصًا روزے میں گناہوں سے صبر بھی ہے؛ کیونکہ جو بندہ روزے کے آداب کا لحاظ رکھے وہ ضرور اپنی زبان کو گالیوں اور فضول باتوں سے روکتا ہے... اپنی آنکھوں کو بدنگاہی وپریشان نظری سے بچاتا ہے... اور اپنے کانوں کو گانے اور میوزک وغیرہ سے دُور رکھتا ہے... اگر روزے میں اِن چیزوں سے مکمل پرہیز رہے تو رحمتِ الٰہی سے پورا سال بچتے رہنے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔
- رمضان میں آزمائش پر بھی صبر ہے.. وہ اِس طرح کہ بھوک، پیاس اور قیام وغیرہ سے فطری طور پر کچھ نہ کچھ مشقت تو ہوتی ہی ہے، مگر تربیت یافتہ مسلمان اِس کیفیت میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل سے خوشی محسوس کرتا ہے اور زبان پر فقط وہی الفاظ لاتا ہے جن سے رِضائے اِلٰہی پر راضی رہنے کا جذبہ ظاہر ہو۔

بے حساب اجر: روزہ صبر کی اعلیٰ صورت ہے؛ چنانچہ اِس کا اجر واِنعام بھی بے حساب ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ ”صرف صبر کرنے والوں کو ہی بغیر حساب کے اُن کا ثواب بھرپور دیا جائے گا۔“ [الزمر 10:39] ایک تفسیر کے مطابق اس آیتِ کریمہ میں روزہ دار مراد ہیں۔ (احکام القرآن للقرطبی)

حضرت سلیمان بن قاسم مِصری علیہ الرحمہ فرماتے: كُلُّ عَمَلٍ يُعْرَفُ ثَوَابُهُ إِلَّا الصَّبْرَ۔ یعنی قرآن وسنّت کے مطالعہ سے ہمیں باقی اعمال کا ثواب معلوم ہو جاتا ہے، مگر صبر ایسا عمل ہے جس کے اجر وثواب کا ہمیں پتا ہی نہیں؛ کیونکہ اِس سے متعلق ربِّ کریم نے فرمایا ہے: ”صبر کرنے والوں کو ہی بغیر حساب کے اُن کا ثواب بھرپور دیا جائے گا۔“ (الصبر والثواب علیہ لابن أبی الدنیا، رقم:20)

اِن سب باتوں سے سبق لیتے ہوئے ہمیں ماہِ رمضان میں خود کو صبر کا عادی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

---

[1] فَقَدْ رَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ (برقم: 7577) بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ سَيِّدِنَا أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا: صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ۔

[2] وَمِنْ أَفْضَلِ أَنْوَاعِ الصَّبْرِ الصِّيَامُ؛ فَإِنَّهُ يَجْمَعُ الصَّبْرَ عَلَى الْأَنْوَاعِ الثَّلَاثَةِ۔ (جامع العلوم والحکم لابن رجب: 26/2، مؤسّسة الرسالة)

صبرِ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا

ماہِ صبر میں صبر کی اہمیت و فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے اُس ہستی کا ذکرِ خیر بھی ہونا چاہیے جس کے صبر و استقامت کی ربِّ کریم نے بھی عزّت افزائی فرمائی اور سرورِ عالَم ﷺ نے بھی ہمیشہ تعریفی کلمات سے نوازا۔

اُمّ المؤمنین، اُمّ القاسم، سیدۂ قریش، حضرت خدیجۃ الکُبریٰ طاہرہ صابرہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصالِ مبارک اِعلانِ نُبوّت کے دسویں سال 10 رمضان المبارک کو ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے تقریباً پچیس سال تک مشکل ترین حالات میں صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر رحمتِ عالم ﷺ کی خدمت کا شرف پایا۔ خصوصًا جب حضورِ اقدس ﷺ نے اعلانِ نُبوّت فرمایا تو کفار نے اذیتیں پہنچانے کی حد کر دی.. ہر جانب ایسی مشکلات تھیں کہ اگر وہ کسی پہاڑ پر آتیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا... تقریباً تین سال تک قریشِ مکّہ نے سرورِ عالَم ﷺ اور آپ کے خاندانِ عالی شان کا مکمل معاشرتی مقاطعہ (Complete social boycott) کیا.. شہزادۂ والاشان سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ کے وصال پر دل کو چھلنی کر دینے والے طعنے دیے گئے.... شہزادیوں کے حوالے سے دل خراش واقعات پیش آئے... مگر اِن تمام حالات میں سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف خود بے مثال صبر کا مظاہرہ کیا، بلکہ ہر موقع پر جانِ عالم ﷺ کے قلبِ مبارک کو بھی تسلّی دی.. آپ ہمارے دَور کی اصطلاح کے مطابق کروڑپتی خاتون تھیں اور آپ نے اپنی ساری دَولت اپنے سرتاج ﷺ کے قدموں پر نچھاور کر دی۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رحمتِ عالَم ﷺ جب بھی سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کرتے تو اُن کی خوب تعریف فرماتے۔ ایک موقع پر مَیں (عائشہ) نے اِس بارے میں کچھ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَا أَبْدَلَنِيَ اللهُ بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا، صَدَّقَتْنِيْ إِذْ كَذَّبَنِيَ النَّاسُ وَوَاسَتْنِيْ بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِيَ النَّاسُ وَرَزَقَنِيَ اللهُ مِنْهَا الْوَلَدَ إِذْ لَمْ يَرْزُقْنِيْ مِنْ غَيْرِهَا۔ یعنی "(مَیں خدیجہ کی تعریف کیوں نہ کروں!) اللہ تعالیٰ نے مجھے خدیجہ سے بہتر کوئی بیوی نہیں دی، جب لوگوں نے میرا اِنکار کیا اُس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں، جب لوگ مجھے کچھ پیش کرنے کے لیے تیار نہ تھے تب اُس نے اپنے مال (اور جان) کے ذریعے میری غم خواری کی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد بھی اُسی سے عطا فرمائی[1]۔" (المعجم الکبیر: 23/13، رقم: 22۔ مسند احمد، رقم: 24864، حدیث صحیح)

ایک موقع پر سیدنا جبریلِ امین علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: خدیجہ آپ کے پاس کھانا وغیرہ لے کر حاضر ہو رہی ہیں، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔ یعنی جب وہ آئیں تو اُنھیں ربِّ کریم کی طرف سے بھی سلام دیجیے گا اور میری طرف سے بھی... اور اُنھیں جنّت میں خَول دار (اندر سے خالی) موتی سے بنے ہوئے گھر کی خوش خبری بھی عطا کیجیے گا، جس میں نہ تو کوئی شور ہو گا اور نہ ہی کوئی تکلیف ہو گی۔ (صحیح بخاری: 3820)

---

[1] شہزادۂ والاشان حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولادِ امجاد کی والدہ سیدتنا خدیجہ ہی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

علمِ دین کے ذریعے حصولِ رحمت

خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز کی لامحدود رحمت سے وافر حصّہ حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ علمِ دین بھی ہے۔

غَشَیانِ رحمت: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ ارشادِ مصطفوی میں یہ حسین جملے بھی ہیں:

❖ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔ یعنی "جو مسلمان علمِ دین کی تلاش میں کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اِس کی برکت سے اُس کے لیے جنّت کا راستہ آسان فرمادے گا...." (جنّت کا راستہ آسان فرمانے میں کئی سعادتیں شامل ہیں: مزید علم کا راستہ کھول دے گا... اُس کے لیے جنّت والے کام آسان فرمادے گا.... ایمان پر خاتمہ سے نوازے گا، نیز حساب میں کامیابی اور پُل صراط پر آسانی سے سرفراز فرما کر جنّت میں داخلہ عطا فرمائے گا) (ملخّص از لمعات التنقیح و مرآۃ المناجیح)

❖ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ۔۔۔ یعنی "جو لوگ بھی اللہ کریم کے کسی گھر (مسجد یا مَدْرَسہ وغیرہ) میں قرآنِ مجید کی تلاوت اور اُسے سیکھنے سکھانے کے لیے جمع ہوں اُنھیں چند عظیم انعامات ملتے ہیں:"

- إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ۔ "اُن پر دلوں کا چین نازل ہوتا ہے۔"
- وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ۔ "اللہ تعالیٰ کی رحمت اُنھیں ڈھانپ لیتی ہے۔"
- وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ۔ "(رحمت و برکت والے) فرشتے اُنھیں گھیر لیتے ہیں۔"
- وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔ "اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرّب فرشتوں میں اُن کا چرچا فرماتا ہے" (صحیح مسلم، حدیث:2699)

ادعیۂ صالحہ: سیدنا ابوامامہ صُدَیّ بن عَجلان باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں دو افراد کا ذکر ہوا کہ ایک (فرض علوم جاننے والا) عبادت گزار ہے اور دوسرا (فرائض و واجبات کا پابند) عالمِ دین ہے (اِن میں سے افضل کون ہوگا؟)۔ جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

❖ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى أَدْنَاكُمْ۔ "جس طرح مجھے تم میں سے ادنٰی پر فضیلت حاصل ہے ایسے ہی عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے۔" (یہ کلمات محض عزّت افزائی کے لیے ارشاد ہوئے، ورنہ کہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور کہاں باقی ساری مخلوق!)

❖ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَأَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرَضِيْنَ، حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ۔ لوگوں کو بھلائی (دین) سکھانے والے پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور اُس کے لیے فرشتے، نیز آسمان و زمین والے، حتّٰی کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اُس کے لیے استغفار و دُعا کرتی ہیں۔" (جامع ترمذی، حدیث:2685)

اگر ایسے دل نواز فرامینِ مقدّسہ سُن کر بھی علمِ دین حاصل کرنے کا شوق بیدار نہ ہو تو اپنے دل کے زنگ کا علاج کرنا چاہیے۔

ماہِ رمضان اور حصولِ علمِ دین

رحمتِ اِلٰہی سے ماہِ رمضان میں خیر کا جذبہ عروج پر ہوتا ہے.... اگر ہمارے ضمیر میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ہم علمِ دین حاصل کرنے اور اُسے پھیلانے کے حوالے سے کیا کر سکتے ہیں؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں اور یہ ہماری ذمہ داری بھی ہے۔ اِس حوالے سے ہمیں چند باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے:

1) دین کی تکمیل کے لیے جو باتیں ضروری ہیں اُن کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سب سے پہلے بنیادی اسلامی عقائد کا علم ہے، پھر ارکانِ اسلام اور حلال و حرام کا علم ہے، یوں ہی اُن اُمور کا علم جن کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے، اِسی طرح اپنے شعبہ سے متعلق شرعی احکام کا علم، نیز دل سے متعلق ضروری اُمور کا علم.... ہم زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلّق رکھتے ہوں بہر حال اِن چیزوں کا علم حاصل کرنے کے لیے وقت نکالنا پڑے گا، ورنہ ایک فرض کو چھوڑنے کا گناہ اپنے سَر لیں گے۔

(فتاوٰی رضویہ، ج:23، ص:623، 624۔ بہارِ شریعت، ج:3(ب)، ح:19(ضمیمہ)، ص:1035، 1036، ملخصًا)

2) علمِ دین حاصل کرنے کے لیے کسی دینی مدرسہ میں داخل ہونا لازم نہیں اور یہ ہر ایک کے بس میں بھی نہیں، مگر کم از کم حصولِ علم کے دیگر ممکنہ ذرائع کو اختیار کرنا چاہیے، مثلاً:

- ذاتی طور پر کسی صحیح العقیدہ اُستاذ سے سیکھیں۔[1]
- علمائے حق کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ "فرض علوم سیکھیے!" نامی کتاب کا مطالعہ بھی بے حد مفید ہے۔[2]
- سُنّی علما کے بیانات سنیں۔
- جو معلوم نہ ہو اُس سے متعلق کسی عالمِ دین سے پوچھنے کی عادت ڈالیں۔

عموماً کہا جاتا ہے: وقت نہیں ملتا۔ یہ بہانہ اُن کاموں کے لیے ہوتا ہے کہ جنہیں انسان غیر ضروری سمجھتا ہو، جو کام ضروری ہو وہ باقی مصروفیات چھوڑ کر بھی کر لیا جاتا ہے۔

3) اہلِ سنّت کے مدارس سے اپنا تعلّق پختہ کرنا چاہیے... حسبِ استطاعت مدارس سے بھرپور مالی تعاون کریں، نیز اُن کی ترقّی کے لیے اپنا وقت اور خدمات پیش کریں۔

4) اِفطار پارٹیوں، محافل و دُروس، اَعراسِ مبارکہ، اَعرّہ و اَقرِبا کے ختمِ قُل اور چہلم شریف وغیرہ... سبھی دینی تقریبات کو علمِ دین پھیلانے کا ذریعہ بنانا چاہیے۔

---

[1] صحیح العقیدہ کا التزام اِس لیے ضروری ہے کہ امام مسلم علیہ الرحمہ نے صحیح مسلم شریف کے ابتدائیہ میں حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے نقل کیا: إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ۔ یہ علم دین ہے، چنانچہ تم غور کرو کہ کس سے دین حاصل کر رہے ہو!

[2] اِس کتاب کو مکتبۃ المدینہ نے شائع کیا ہے اور یہ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔

علمِ دین اور سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

علمِ دین کا تذکرہ تاریخِ انسانیت کی سب سے بڑی عالمہ وفقیہہ اُمّ المؤمنین صِدّیقہ بنت صدّیقِ اکبر سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذکرِ خیر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ آپ کا وصالِ مبارک 17 رمضانِ کریم، 57ھ کو ہوا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی قُرب پاکر علم و عمل میں وہ کمال حاصل کیا کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔ یعنی "مَردوں میں سے تو بہت سے کامل ہوئے ہیں، تاہم خواتین میں فقط حضرت عیسیٰ کی والدہ "مریم" اور فرعون کی بیوی "آسیہ" ہی درجہ کمال کو پہنچی ہیں۔" (مَردوں کی بہت بڑی تعداد عالم، فاضل، ولی، غوث، قطب اور اَبدال ہوئی ہے، جب کہ عورتوں میں فقط حضرت مریم اور حضرت آسیہ نے ہی اپنے اپنے زمانے میں فضائل کے اندر اعلیٰ شان پائی ہے)

پھر فرمایا: وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ۔ یعنی "عائشہ خواتین سے ایسے ہی افضل ہے جیسے ثَرید[1] باقی کھانوں سے اعلیٰ ہے۔"[2] (صحیح بخاری: 3769، ترجمہ و تشریح ماخوذ از مرقاۃ و مرآۃ)

علما نے لکھا: ربِّ کریم نے علم و فقاہت، اخلاق و خِلقت اور ذکاوت و ذہانت میں جو شان سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائی ہے وہ اوّلین و آخرین میں کسی بھی خاتون کو نصیب نہیں ہوئی۔[3]

مُعلِّمۂ صَحابہ: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ اقدس کے بعد کئی مرتبہ جلیل القدر صحابۂ کرام علیہم الرضوان بھی دینی مسائل میں سیدتنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راہ نمائی لیا کرتے تھے۔

سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا۔ یعنی ہم اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کسی حدیث (ومسئلہ) کے حوالے سے مشکل پیش آتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کرنے پر ہمیں ضرور معلومات حاصل ہو جاتیں۔ (جامع ترمذی، حدیث: 3883)

---

[1] شوربے میں روٹی بھگو کر تیار کردہ کھانا۔

[2] اُمّ المؤمنین سیدتنا خدیجہ، اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ اور خاتونِ جنّت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے کون افضل ہے؟ اِس بارے میں علما کی آرا مختلف ہیں۔ محقق علما فرماتے ہیں کہ مختلف جہتوں سے تینوں افضل ہیں (ایک جہت سے سیدتنا خدیجہ کی شان بلند تر ہے، دوسری جہت سے سیدتنا عائشہ برتر ہیں، جب کہ تیسری جہت سے حضرت خاتونِ جنت کی شان اعلیٰ ہے)۔ بہتر ہے کہ اِس مسئلے میں بحث نہ کی جائے۔ (مرآۃ المناجیح، زیرِ حدیث: 5724)

[3] مرآۃ المناجیح، زیرِ احادیث: 5724، 6194

حرفِ آخر: ذرائعِ نزولِ رحمت

رحمتِ الٰہی وہ عظیم دَولت ہے جو نصیب ہو تو درحقیقت کسی چیز کی کمی نہیں... اور وہ میسّر نہ ہو تو کوئی شے حقیقی معنوں میں نعمت نہیں۔

یعنی خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی رحمت ہی دُنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کی بنیاد ہے۔ مخلوق کا وُجود (Existence) بھی اِسی سے ہے اور بقا (Survival) بھی اِسی سے ہے؛ یہی وجہ ہے کہ حقیقت شناس افراد ہمیشہ ارحم الراحمین جَلَّ مَجْدُہٗ سے اُس کی رحمت کی خیرات مانگتے بھی ہیں اور حصولِ رحمت کا ذریعہ بننے والے کام بھی کرتے ہیں۔

قرآنِ حکیم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے اُس کے حضور یوں دُعا کرتے ہیں: رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔ "اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، تُو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما! اور تُو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔" [المؤمنون 109:23]

رَمَضان المبارک "ماہِ رحمت" ہے، اِس میں رحمت کی تڑپ زیادہ ہونی چاہیے۔ یعنی ماہِ رحمت میں رحمت کی دُعائیں بھی زیادہ کرنی چاہییں اور کارہائے رحمت (جن کاموں پر رحمت کی بشارت ہے، وہ) بھی زیادہ سے زیادہ انجام دینے چاہییں۔

آخری تین خطبات میں رحمتِ الٰہی سے متعلق گفتگو کی گئی۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- گناہ وہ منحوس چیز ہے جس کی وجہ سے بندہ رحمتِ اِلٰہی سے محروم رہ جاتا ہے؛ لہٰذا تمام گناہوں سے سچی توبہ کرکے آئندہ زندگی شریعتِ مطہرہ کے مطابق گزارنے کا عَزم کرنا چاہیے۔
- رحمتِ الٰہی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ قرآنِ حکیم سے پختہ تعلق بھی ہے؛ لہٰذا ماہِ رحمت میں کتابِ رحمت کے ساتھ تعلّق کو پختہ تر بنانا چاہیے۔ چنانچہ:
  i. کسی صحیح العقیدہ قاری صاحب سے قرآنِ مجید کا درست تلفُّظ سیکھیں۔
  ii. ذَوق و شَوق کے ساتھ کثرت سے اِس کی تلاوت کریں۔
  iii. تراویح میں یکسوئی اور خشوع و خُضوع کے ساتھ تلاوتِ قرآنِ مجید سُنیں۔
  iv. سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ حکیم کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔
- رحمتِ خداوندی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ صدقہ و خیرات، خصوصاً زکوٰۃ ادا کرنا بھی ہے۔ گزشتہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں زکوٰۃ کے بنیادی مسائل کا تذکرہ کیا گیا۔ ہمیں شرعی مسائل بھی جاننے چاہییں اور اُن کے مطابق یہ فریضہ ادا بھی کرنا چاہیے۔

❖ ارحم الراحمین جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز کی رحمتِ بے پایاں حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ "صبر" بھی ہے... چاہے وہ:

i. مصیبت پر صبر ورِضا کی صورت میں ہو۔

ii. اِطاعت پر صبر واستقامت کی صورت میں ہو۔

iii. یا نافرمانی سے بچنے پر صبر واستقلال کی صورت میں۔

رَمَضان المبارک اور اُس کے روزے صبر کی خوب تربیت دیتے ہیں؛ چنانچہ ماہِ صبر کا یہ سبق بھی اپنی زندگی کا حصّہ بنانا چاہیے۔

❖ خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز کی لامحدود رحمت سے وافر حصّہ حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ علمِ دین بھی ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ماہِ رحمت کے پُرنور لمحات میں علمِ دین کے ذرائع اختیار کریں:

i. ذاتی طور پر کسی صحیح العقیدہ اُستاذ سے سیکھیں۔

ii. علمائے حق کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ "فرض علوم سیکھیے!" نامی کتاب کا مطالعہ بھی بے حد مفید ہے۔

iii. سُنّی علما کے بیانات سنیں۔

iv. جو معلوم نہ ہو اُس سے متعلق کسی عالمِ دین سے پوچھنے کی عادت ڈالیں۔

صبر کا تذکرہ اُمّ المؤمنین، اُمّ القاسم، سیدۂ قریش، حضرت خدیجۃ الکُبریٰ طاہرہ صابرہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذکرِ خیر کے بغیر ادھورا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا وصالِ مبارک اِعلانِ نُبوّت کے دسویں سال 10 رمضان المبارک کو ہوا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے تقریباً پچیس سال تک مشکل ترین حالات میں صبر واستقامت کا پہاڑ بن کر رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت کا شرف پایا۔

اور علمِ دین کا تذکرہ تاریخِ انسانیت کی سب سے بڑی عالمہ وفقیہہ اُمّ المؤمنین صِدّیقہ بنت صدّیقِ اکبر سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکرِ خیر کیے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ آپ کا وصالِ مبارک 17 رمضانِ کریم، 57ھ کو ہوا۔

ہماری دونوں ماؤں کا یہ بلند مقام ہے کہ ربِّ ذوالجلال جلّ مجدُہٗ نے بھی اُن کی عزّت افزائی فرمائی ہے اور نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی اُن کے لیے ہمیشہ کلماتِ خیر ارشاد فرمائے ہیں۔

شرعی مسئلہ: سورج غروب ہونے کے بعد اذانِ مغرب میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، یوں ہی اذان کے بعد جماعت میں تاخیر کرنا بھی صحیح نہیں... تاہم کوئی شرعی عذر ہو تو اذان اور جماعت کے درمیان کچھ تاخیر کی جاسکتی ہے۔

رمضان المبارک میں اذان کے بعد چند منٹ کی تاخیر کی جائے تو درست ہے؛ کیونکہ اِس میں بھی ایک شرعی حکمت ہے کہ لوگ افطاری کرکے بآسانی جماعت میں شریک ہوسکیں گے، ورنہ ممکن ہے کہ بھوک پیاس کی وجہ سے نماز میں بعض حضرات کا دھیان کھانے کی طرف رہے اور یکسوئی برقرار نہ رکھ سکیں۔ (فتاوٰی امجدیہ: 1/168 اور فتاوٰی رضویہ: 7/229 سے اِس کی تائید ہوتی ہے)

اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالَم ﷺ کے طفیل ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمالِ خیر بجالانے اور رحمتِ رمضان سے وافر حصّہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! مالکِ مہربان ہمیں زکوٰۃ کی ادائیگی سمیت تمام فرائض کو شرعی تقاضوں کے مطابق پورا کرنے کی سعادت سے نوازے، ماہِ رَمضان میں خود کو صبر کا عادی بنانے کی ہدایت دے اور علمِ دین میں ترقّی کا جذبہ بھی نصیب فرمائے!

قادرِ مطلق اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کردے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!

